

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جناب سید سعید الحق شاہین تشریف الہی

سبیل بصیرت

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَالْمِنَّةُ - وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى الْخَاتَمِينَ ذِي الْبَيِّنَةِ وَالْجَنَّةِ وَ عَلَى آلِهِمَا وَ
أَصْحَابِهِمَا الَّذِينَ هُمْ فَازُوا بِالنَّفْسِ الْمُطْمَئِنَّةِ -

اما بعد! فَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيدِ: قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُوا إِلَى اللَّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ
أَنَا وَمَنْ اتَّبَعَنِي ط وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿سورة يوسف﴾ 108

ترجمہ:- کہد بچے (اے محمد) یہ میرا راستہ ہے۔ اللہ کی طرف بصیرت پر بلاتا ہوں میں اور وہ (مدی) بھی بلائے گا
جو میرا تابع (تام) ہے۔ سبحان اللہ (اللہ پاک ہے) میں مشرکین سے نہیں ہوں۔

یہ آیت کریمہ رسالہ ہر شدہ آیات مصنفہ حضرت بندگیماں عبدالغفور سجاوندی میں بھی آئی ہے جو ثبوت مدی
کی بنیادی دلیل ہے۔ جس میں انہوں نے تحریر فرمایا ہے کہ مدی موعود علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے
فرمایا:- اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ " **مَنْ اتَّبَعَنِي** " کا **مَنْ** خاص ہے اور اس سے مراد فقط تیری ذات
ہے۔ کوئی اور نہیں۔ (صفحہ 36)۔

مندرجہ بالا آیت کریمہ کے تین اہم جز ہیں (1) دعوت الی اللہ (2) دعوت بصیرت یعنی کہ بصیرت الہی پر بلانا
(3) میرا یعنی نبی کا تابع (تام)۔

جہاں تک "دعوت الی اللہ" کا تعلق ہے دعوت دو طرح کی ہوتی ہے ایک دعوت الی سبیل اللہ اور دوسری

دعوت الی اللہ۔

(1) "دعوت الی سبیل اللہ" بمعنی سبیلِ تبلیغِ دین ہے جس پر پیغمبر، خلیفۃ اللہ یا خلفائے راشدین و خلفائے ولایت پھر ساداتِ بنی فاطمہ، اولیاء اللہ و علماء دین یہ فریضہ انجام دے سکتے ہیں لیکن "دعوت الی اللہ" پر جو فائض ہوتے ہیں وہ صرف اور صرف اللہ کے خلیفوں کا خاصہ ہے جو "داعی الی اللہ" ہوتے ہیں اور وہی اس منصبِ جلیلہ پر منجانب اللہ "مامور" ہوتے ہیں۔ چنانچہ وہ خلائق کو اللہ کی طرف بلا تے ہیں۔ اور مندرجہ بالا آیت کریمہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں خلائق کو "سبیل بصیرت الہی" کی دعوت دی جا رہی ہے بالفاظِ دیگر اللہ تعالیٰ کے حکم پر "رویت اللہ" کی طرف بلایا جا رہا ہے تو ایسے عظیم و مقدس کام کے انجام دینے والے یقیناً "مامور من اللہ" ہونا اشد ضروری ہے اور پھر "دعوت الی البصیرت" کرنے والے خود دیدار الہی کی اعلیٰ ترین منزل پر فائض ہونا بھی بے حد ضروری ہے۔ اسی لئے اللہ سبحانہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہو رہا ہے کہ کھد یجئینے (اے محمد) یہ میرا راستہ ہے اللہ کی طرف بصیرت پر بلاتا ہوں میں اور وہ بھی (مدئی) بھی بلائے گا جو میرا تابع (تام) ہے۔

(2) "بصیرت الہی" پر بلانے والے رسالتِ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے اعلاوہ اما مناسیدنا میراں سید محمد مدئی موعود علیہ السلام کی ہی ہستی ہو سکتی ہے نہ کہ کوئی اور کیونکہ یہی دو مقدس ہستیاں ہیں جو "منجانب اللہ" اس منصبِ عالیہ پر "مامور" ہیں چنانچہ کلام اللہ میں اس آیت کریمہ کے یہ الفاظ "ادْعُوا إِلَى اللَّهِ" اس بات کے شاہد ہیں۔ مدویہ کا یہ متفقہ اعتقاد ہے کہ نبی کریم ﷺ کو معراج کی شب "دیدارِ ذاتِ باری تعالیٰ" کا شرف حاصل ہوا اور پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہم کلامی بخشی، نمازوں کی فرضیت، اور دو آیاتِ کریمہ بلا توسط دی گئیں۔ اور پھر نمازوں کی تخفیف کے لئے بار بار دربارِ الہی میں حاضر ہونا پڑا۔ اس طویل واقعہ "معراج النبی" کو مختصر کرتے ہوئے

عرض کرنا ہے کہ جب حضور ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اللہ کے حبیب، نبی اللہ میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس نعمت سے سرفراز فرمایا ہے لیکن ہم کو یہ کیسے نصیب ہو سکتا ہے؟ تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ " **الصَّلَاةُ مَعْرَاجُ الْمُؤْمِنِينَ** " یعنی نماز مومنین کی معراج ہے۔

" **سبیل بصیرت** " کے مضمون کی ایک اور مشہور حدیث شریف جو " **حدیث جبرئیل** " کہلاتی ہے اُس سے اس امر کی مزید توضیح ہو جاتی ہے۔ **اسلام، ایمان اور احسان**، دین کی تین اہم منازل ہیں۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے سوال کرنے پر جو جواب مرحمت فرمایا وہ درج ذیل ہے۔

اسلام :- آپ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد، اللہ کے رسول ہیں اور تو نماز پڑھے اور زکوٰۃ دے اور رمضان کے روزے رکھے، بیت اللہ شریف کا حج کرے جبکہ تو اس کی طرف راہ کی طاقت رکھے۔

ایمان :- ایمان یہ ہے کہ تو اللہ پر، فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، آخرت کے دن پر ایمان لائے۔ اور تقدیر، اس کی بھلائی اور اس کی برائی پر بھی تیرا ایمان ہو اور یہ کہ مرنے کے بعد قبروں سے اٹھنا برحق ہے۔ (ایمان مجمل اور ایمان مفصل میں اس کی توضیح ہے)

احسان :- احسان کے متعلق فرمایا کہ تو اللہ تعالیٰ کی اس طرح بندگی کرے گویا تو اس کو دیکھتا ہے اگر نہیں دیکھ سکتا تو پس وہ دیکھتا ہے تجھ کو۔

تعلیم اسلام متعلق بہ خصوصیات نبوت (مصطفیٰ) ہے

تعلیم احسان متعلق بہ خصوصیات ولایت (مصطفیٰ) ہے

اور

ایمان ان دونوں میں مشترک ہے

(مانوذاز۔ نقلیات بندگی میاں عبدالرشید مع توضیحات صفحہ 42)

(3) آیت کریمہ " قُلْ هَذِهِ سَبِيلِيْ "۔ الخ کا تیسرا حصہ یعنی کہ " میرا تابع (تام) بھی "سبیل بصیرت" پر بلانے کا نہایت ہی غور طلب ہے۔ یعنی کہ "مَنْ اَتَّبَعَنِيْ" سے مراد کون سی مقدس ہستی ہو سکتی ہے؟ اس سے مراد ایک عام نیکیو کار، ولی اللہ ہرگز نہیں ہو سکتا جیسا کہ عام مفسرین کا خیال ہے۔ کیونکہ اللہ کی طرف بلانے والا اور وہ بھی بصیرت یعنی "رؤیت اللہ" پر، بالفاظ دیگر "سبیل بصیرت" پر بلانے والا صرف اور صرف "نبی اللہ" یا "خلیفۃ اللہ" ہی کی مقدس ہستی ہو سکتی ہے اور یہ صرف ان ہی کا خاصہ ہے۔ تو یہاں بھی "تابع" سے مراد تابع تام ہے جو بے خطا نبی کریم ﷺ کی اتباع کرنے والا ہو اور اسی معیار پر "سبیل بصیرت" کی دعوت دے جس معیار پر کہ نبی کریم ﷺ نے دعوت فرمائی ہے۔

یہاں "علم شریعت" اور "علم حقیقت" کی توضیح ضروری معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ "بعثت مہدی" میں حضرت مولانا سید نجم الدین صاحب نے بتایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سینہء اطہر میں دو علم تھے۔ ظاہر قرآن کا علم جس کو شریعت کہتے ہیں اور ایک باطن قرآن کا علم جس کو حقیقت کہتے ہیں۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے شریعت کا عام تام بیان فرمایا اور دنیا اس سے فیضیاب ہوئی اور قیامت تک ہوتی رہے گی۔ حقیقت کا علم جو سینہء رسول اللہ ﷺ میں موجزن تھا اس کی اطلاع جبریل علیہ السلام کو بھی نہ تھی کہ وہ بلا واسطہ تھا اور قرآن میں "اوحی الی عبدہ ما اوحی" سے اس کا اشارہ کیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس علم حقیقت کا عام تام

بیان نہیں فرمایا اور اس علم کی عام دعوت و تبلیغ نہیں فرمائی اس کو علم اسرار کہتے ہیں اس کو صرف اہل عرفان تک مخصوص کیا گیا ہے۔ سوائے خاص خاص اصحاب رضی اللہ عنہم کے آنحضرت ﷺ نے اس کو دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آگے بھی پیش نہیں فرمایا۔ یہی احکام حقیقت و ولایت ہیں۔ اور محققین اہل سنت بھی اس بات کے قائل ہیں کہ اس کی عام دعوت نہیں دی گئی۔ کیونکہ زمانہ نبوت احکام ولایت کے بیان کرنے کا مانع تھا۔ حضرت عبدالرحمن جامی کے شرح قصص الحکم میں لکھا ہے۔ **ترجمہ:-** رسول اللہ ﷺ خاتم ولایت کی طرح حقائق و اسرار کے اظہار پر مامور نہ تھے بلکہ آپ کو مقام تشریح میں **اسرار ولایت** چھپانے کا حکم دیا گیا تھا۔ چنانچہ حضرت مہدی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ "رسول اللہ کی ذات سرتاپا ولایت تھی مگر آپ احکام ولایت کے بیان کرنے پر **مامور** نہ تھے بندہ **مامور** ہے۔"

مندرجہ بالا فرمان مبارک سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ آیت کریمہ میں **"أَنَا وَمَنْ أَتَّبَعَنِي"** یعنی میں اور وہ بھی بلائے گا جو میرا تابع تام ہے سے مراد، صرف اور صرف مامور من اللہ، تابع تام رسول اللہ ﷺ، معصوم عن الخطا، خلیفۃ اللہ امامنا سیدنا میرا سید محمد مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہی مقدس ہستی ہو سکتی ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کی ولایت مقیدہ کے **منظر** میں۔ آمنا وصدقنا!

نیز نقل مبارک ہے کہ :- **"و نیز فرمودند کہ فرمان می شود "ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ" در حق تست و ترا وارث ولایت خاص محمدی گردانیدم۔ و اتباع تام ترا روزی کردم۔ ہر کہ ترا شناخت مرا شناخت و ہر کہ ترا نہ شناخت مرا نہ شناخت۔"** (نقلیات بندگی میاں عبدالرشید)

ترجمہ:- نیز فرمایا کہ حکم ہو رہا ہے کہ آیت **"ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ"** تمہارے حق میں ہے اور میں نے تم کو خاص

"ولایتِ محمدیہ" کا وارث بنایا ہے اور تمہیں "اتباعِ تام" عطا کیا ہے۔ جس نے تمہیں پہچانا مجھے پہچانا جس نے تمہیں نہ جانا مجھے نہ جانا۔"

پھر ایک اور جگہ امامنا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ "جو کچھ رسول اللہ ﷺ کا اتباع ہے حق تعالیٰ بندہ کے اختیار کے بغیر بندہ سے کراتا ہے۔"

دو احادیث شریفہ جو سلسلۃ الذہب کے نام سے موسوم ہیں اس امر کا بین ثبوت ہیں کہ وہ تابعِ تام مقدس ہستی صرف امامنا سیدنا میراں سید محمد ممدی موعود (جونپوری) علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہی ہستی ہے۔ احادیث درج ذیل ہیں۔

(1) "الْمَهْدِيُّ مِنِّي يَقْفُوا أَثْرِي وَلَا يَخْطِي" یعنی ممدی مجھ (میرے نسب) سے ہے، میرے نقشِ قدم پر چلے گا اور خطا نہ کرے گا۔

(2) "كَيْفَ تَهْلِكُ أُمَّتِي أَنَا فِي أَوْلِيَّهَا وَعَسَىٰ بِنِ مَرِيَمَ فِي آخِرِهَا وَالْمَهْدِيُّ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي فِي وَسْطِهَا" یعنی میری امت کیسے ہلاک ہوگی جس کی ابتدا میں میں ہوں اور آخر میں عیسیٰ اور درمیان میں ممدی میرے اہل بیت سے ہیں۔

اسی لئے امامنا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ "بندہ قدم بہ قدم رسول اللہ ﷺ آمدہ است"۔ یعنی بندہ رسول اللہ ﷺ کے قدم بہ قدم آیا ہے۔ اس ضمن میں ایک اور نقل مبارک ہے کہ:- "فرمان میشود کہ ازین "تابع" ذاتِ تو مراد است اظہار بکن والا عاصی شوی" یعنی اس تابع سے مراد تیری ذات ہے۔ اظہار کردے ورنہ گنہگار ہوگا۔ اور "شواہد الولايت" میں آیا ہے کہ حضرت ممدی علیہ السلام نے بار بار فرمایا کہ بندہ رسول اللہ ﷺ کے قدم بہ قدم ہے۔ اور یہ ارشاد گرامی بہت ہی اہمیت کا حامل ہے کہ آپ نے فرمایا:-

" مذهب ما کتاب اللہ و اتباع محمد رسول اللہ " یعنی ہمارا مذہب کتاب اللہ (قرآن مجید) اور اتباع محمد رسول اللہ ﷺ ہے۔

اب " قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي -- الخ " والی آیت کریمہ کو خود امامنا سیدنا میرا سید محمد جو پوری مہدی علیہ السلام نے اپنے الفاظ میں کس طرح واضح فرمایا ہے بہت ہی غور طلب ہے۔ چنانچہ روایت ہے کہ:-

" اگر کسے خواہد کہ صدق ما را معلوم کند باید کہ از کلام خدا و اتباع محمد رسول اللہ در احوال، اعمال، و اقوال ما جوید و فہم کند۔ کما قال اللہ تعالیٰ " قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي اَدْعُوْا اِلَى اللّٰهِ عَلَىٰ بَصِيْرَةٍ اَنَا وَّمَنْ اَتَّبَعَنِي ط سُبْحَانَ اللّٰهِ وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ - (سورۃ یوسف) یعنی حضرت امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر کوئی ہمارے "دعویٰ مہدیت" کی صداقت معلوم کرنا چاہتا ہے تو اس کو چاہیے کہ کلام اللہ یعنی قرآن مجید اور اتباع رسول اللہ کے معیار پر ہمارے احوال، اعمال اور اقوال میں جستجو کرے اور سمجھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "کہد یجیئے (اے محمد) یہ میرا راستہ ہے اللہ کی طرف بلاتا ہوں میں اور وہ (مہدی) بھی بلائے گا جو میرا تابع تام ہے۔ سبحان اللہ میں مشرکوں سے نہیں ہوں۔

دوسری روایت جو اس مضمون کو مزید واضح کر دیتی ہے درج ذیل ہے جو بڑی ہی اہمیت رکھتی ہے یہ قوم مہدی کے لئے ایک وصیت و نصیحت بھی ہے۔

روایت ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے رحلت کے وقت اس آیت کریمہ پر بیان فرمایا کہ " قُلْ هَذِهِ

سَبِيلِي --- الخ " کیئے (اے محمد) یہ میرا راستہ ہے۔۔۔ الخ اور دوسری آیت کریمہ " اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ

دِيْنَكُمْ -- الخ " یعنی میں نے تمہارے لئے آج دین مکمل کر دیا۔ الخ پر بیان فرمایا۔ ایک مہاجر ملا علی فیاض

رضی اللہ عنہ بلند آواز سے رونے لگے۔ آپ نے فرمایا رونے والوں کو جو کچھ معلوم کرنا تھا منجانب اللہ میں نے معلوم کر دیا۔ اب اس پر عمل کرنا یا نہ کرنا تم جانیں۔

"المہدی الموعود" کے مولف صاحب لکھتے ہیں کہ "جب امام علیہ السلام اپنی نسبت قبر، کفن وغیرہ الفاظ استعمال کرنے لگے تو حضرت شاہ نعمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ضبطِ گریہ نہ ہو سکا۔ رونے کی آواز نکل گئی امام علیہ السلام نے فرمایا۔ میاں نعمت رونے کا یہ وقت نہیں ہے ابھی تو بندہ تم میں ہے اور جب تک تم "بندہ کی روش پر چلو گے بندہ کے مدعا و مقصود کو پیش نظر رکھتے ہوئے بندہ کے سنائے ہوئے احکام الہی پر عمل کرو گے تو سمجھو کہ بندہ تم میں ہے" اور رونے کا وقت وہ ہے جب بندہ تم میں نہ رہے گا۔ بندہ کی جدائی کے آثار یہ ہیں کہ خدا نخواستہ خدا کی یاد اور اس کی طلب تمہارے دلوں سے نکل جائے، اغنیاء و اہل دُول، دنیا داروں کا میلان تمہاری طرف ہو جائے۔ اہل دنیا تم سے عداوت و نفرت کرنا چھوڑ دیں اور "طلب دیدارِ خدا" جو بندہ کی "دعوت" کا "اصل اصول" ہے تم سے جاتا رہے تو یقین کر لو کہ بندہ تم میں نہیں ہے۔ اُس وقت روؤ جتنا رونا ہو۔ مگر انشاء اللہ تعالیٰ مدی و مہدویاں قیامت تک رہیں گے (المہدی الموعود)۔

مقصودِ عمل دراصل مقصودِ حیات ہے

مندرجہ ذیل اقتباس "عمل باخلاص اور مہدویت" مولفہ علامتہ العصر اسعد العلماء مولانا و مرشدنا حضرت میاں ابو سعید سید محمودؒ سے لیا گیا ہے۔ اس کو غور سے پڑھنے کی ضرورت ہے۔

"امامنا علیہ السلام کی تعلیمات مثلاً "طلب دیدارِ خدا"، "ترکِ دنیا"، "توکل"، "ذکرِ کثیر"، "صحبتِ صادقان"، "ہجرت"

"عزت عن الخلق" وغیرہ امور فی الحقیقت عشق و محبت کے لوازم ہیں۔ ہر عاشق کو خواہ وہ کسی کا عاشق ہو فطرتاً ان طریقوں اور منزلوں سے گزرنا پڑتا ہے اور اس میں از خود کچھ ایسی کیفیات پیدا ہو جاتی ہیں، بشرطیکہ اس کے دل میں عشق کی لو جاگ اٹھے۔

ان تعلیمات پر صدقِ دل سے عمل کا حقیقی مقصود "دیدارِ خدا" ہے۔ حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے دیدارِ خدا کو اس دنیا میں نہ صرف ممکن فرمایا ہے بلکہ اللہ کے حکم سے ہر مرد و زن پر "طلبِ دیدارِ خدا" کو فرض فرمایا ہے۔ حضرت بندگی میاں سید خوند میر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "عقیدہ شریفہ" میں تحریر فرمایا ہے کہ :-

"نیز حکم کردہ است کہ برہر یکے مرد و زن طلبِ دیدارِ خدا فرض است تا آن کہ بچشمِ سر یا بچشمِ دل یا در خواب نہ بیند مؤمن نہ باشد مگر طالبِ صادق۔"

یعنی نیز امامنا علیہ السلام نے حکم فرمایا ہے کہ ہر مرد اور عورت پر "طلبِ دیدارِ خدا" فرض ہے، سر کی آنکھ سے یا دل کی آنکھ سے یا خواب میں خدا کو جب تک نہ دیکھے مومن نہ ہوگا۔ مگر طالبِ صادق (پر بھی ایمان کا حکم ہے) ایک اور روایت سے بھی اس مضمون کی تائید ہوتی ہے :-

"و نیز فرمودند کہ خدائے را بچشمِ سر در جہاں دیدنی است، باید دید و برہر یکے مرد و زن طلبِ دیدارِ خدا فرض است یا بچشمِ دل یا در خواب۔"

یعنی نیز حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کو سر کی آنکھوں سے اس دنیا میں دیکھنا ہے۔ دیکھنا چاہئے اور ہر ایک مرد اور عورت پر "طلبِ دیدارِ خدا" فرض ہے خواہ دل کی آنکھ سے ہو خواہ خواب میں۔"

(نقلیاتِ بندگی میاں عبدالرشید ص 142)

ایک اور روایت نقل کی جاتی ہے جس سے ان امور کی مزید وضاحت ہو جاتی ہے۔

1- تمام اعمالِ صالحہ کا مقصود "لِقَائِ رَبِّ" ہے۔

2- "طَلَبِ دِيَارِ كِي فِرْضِيَتِ" بحکمِ خدائے تعالیٰ ہے۔

3- "دَارِ دُنْيَا مِيں دِيَارِ خدَا" نَامَكْنِ ہونے کے شہہ کا ازالہ۔

"باز سوال کردند کہ شما می گوئید کہ خدائے تعالیٰ را در دنیا کہ دارِ فنا است بچشمِ سر می توان دید؟"

حضرت مہدی علیہ السلام فرمودند کہ حق تعالیٰ می گوید یا بندہ؟

(کما قال اللہ تعالیٰ) "مَنْ كَانَ فِي هَذِهِ اَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمَىٰ وَاَضَلَّ سَبِيْلًا" (72:17) ایضاً:-

"فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ اَحَدًا" (110:18) ایضاً:- "اَلَا اِنَّهُمْ فِي مَرِيَةٍ مِّنْ لِّقَاءِ رَبِّهٖمُ الْاِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ" (54:41)

بعد ازاں سوال کردند کہ قرار "سنت و جماعت" آنست کہ مراد ازین آیات دیدارِ خدا در آخرت است۔ باز فرمودند کہ وعدہ خدائے تعالیٰ مطلق است۔ ماہم مطلق می گویم مقید نمی کینم و "سنت و جماعت" ہم ناجائز و ناممکن در دارِ دنیا نہ گفتہ اند۔ در کلام ایشان خوب طریق فہم باید کرد کہ چہ گفتہ اند

یعنی علماء نے پھر سوال کیا کہ آپ کہتے ہیں کہ اس دارِ دنیا میں جو کہ دارِ فنا ہے خدا کو چشمِ سر سے دیکھ سکتے ہیں؟

"جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا اور بہت ہی گمراہ رہے گا" (72:17)

ایضاً:- "جو شخص اپنے رب کے لقاء کا امیدوار ہو تو اسے چاہئے کہ عملِ صالح کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے" (110:18)

ایضاً:- "جو لوگ اپنے رب کے لقاء کے بارے میں شک میں مبتلا ہیں ان کو خبردار ہو جانا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ بے شک ہر چیز پر محیط ہے۔" (54:41)

"علماء نے پھر سوال کیا کہ علمائے اہل سنت والجماعت نے تو ان آیات سے آخرت میں دیدارِ خدا مراد لی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کا وعدہ "مطلق" ہے۔ ہم بھی "مطلق" کہتے ہیں مقید نہیں کرتے اور اہل سنت والجماعت نے بھی دار دنیا میں ناجائز اور ناممکن نہیں کہا ہے۔ ان کے کلام کو اچھی طرح سمجھنا چاہئے کہ انہوں نے کیا کہا ہے۔" (نقلیاتِ بندگی میاں عبدالرشید صفحہ 12)

"عملِ باخلاص" جس کے متعلق امامنا علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت میں پرش ہوگی اس کا مقصود حقیقی "دیدارِ خدا" ہے۔ جس کی طلب ہر مومن مرد اور عورت پر اللہ کے حکم سے فرض ہے۔ یہی طلب ان تمام اعمالِ صالحہ کی "روح" اور قوتِ محرکہ ہے کہ جو احکامِ شریعت اور احکامِ ولایت کے اتباع میں انجام دیئے جاتے ہیں۔"

امامنا مہدی موعود علیہ السلام نے واضح الفاظ میں فرمایا ہے کہ:- "قُلْ اِنِّي عَبْدُ اللّٰهِ - تَابِعْ مُحَمَّدَ رَسُوْلٍ اللّٰهِ - یعنی کہدو کہ میں اللہ کا بندہ اور محمد رسول اللہ ﷺ کا تابع (تام) ہوں۔"

اور ایک موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا:- "مذہبِ ما کتاب اللہ واتباع محمد رسول اللہ" یعنی ہمارا مذہب اللہ کی کتاب اور محمد رسول اللہ کی اتباع ہے۔"

اور پھر مہدی علیہ السلام کا یہ ارشادِ گرامی "سبیل بصیرت" کی تکمیلِ حجت ہے کہ آپ نے فرمایا:-
"تصدیقِ بندہ بینائیِ خدا" یعنی بندہ کی تصدیقِ بینائیِ خدا ہے۔

یہاں بینائیِ خدا سے مراد "دارِ دنیا" یعنی اس حیات میں خدا کا دیدار ہے۔ اور بینائی کی راہ "سبیلِ بصیرت" ہے جس کا منتہا "دیدارِ الہی" ہے۔

آیتِ کریمہ **"وَمَا خَلَقْتَ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونَ"** یعنی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے کہ "ہم نے جن و انس (انسان) کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ ہماری عبادت کریں۔ اور حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ **"يعبدون"** کا اشارہ **"يعرفون"** کی طرف ہے یعنی عبادت (خدا کو) دیکھ کر اور پہچان کر کرنی چاہئے۔ مندرجہ بالا آیاتِ کریمہ، احادیثِ شریفہ اور نقلیاتِ مبارکہ کی روشنی میں نتیجتاً یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ہر عبادت کا منشاء، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی نشنودہی، معرفت اور دیدار حاصل کرنے کے لئے ہو۔ اور **"طلبِ دیدارِ خدا"** جو امامنا مہدی موعود علیہ السلام کی تعلیمات کا **"اصلِ اصول"** ہے یعنی کہ **"علمِ احسان"** جو دراصل تمام فرائضِ ولایت، مثلاً "ترکِ دنیا"، "توکل"، "ذکرِ کثیر"، "صحبتِ صادقان"، "عزالت عن الخلق"، "ہجرت"، "طلبِ دیدارِ خدا" وغیرہ پر مشتمل ہے یہ سب کے سب **"سبیلِ بصیرتِ الہی"** ہی کی کڑیاں ہیں جو ہر مہدوی کا ایمان اور حقیقی نصب العین بھی ہے کہ اسی کی جستجو و طلب میں لگا رہے۔ کیونکہ یہی انسان کی تخلیق کا مقصد ہے اور حقیقی **"مقصودِ حیات"** بھی۔ چنانچہ مہدی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:- **"مارا حق تعالیٰ فرستادہ است مخصوص برائے این است کہ آں احکام و بیان کہ تعلق با ولایتِ محمدی ﷺ دارد، بواسطہء مہدی ظاہر شود۔** یعنی مجھ کو خدائے تعالیٰ نے خاص اس واسطے بھیجا ہے کہ جو احکام اور بیان کہ ولایتِ محمدی ﷺ سے تعلق رکھتے ہیں وہ بس مہدی کے واسطے سے ظاہر ہو جائیں۔ (نقلیاتِ بندگی میاں عبدالرشید)

اور یہ بھی فرمایا کہ :-

مارا برائے دیدنِ یار آفریدہ اند ورنہ بہ چہ کار آفریدہ اند

یعنی ہم کو "دیدارِ یار" (اللہ تعالیٰ) کے لئے ہی مبعوث کیا گیا ہے ورنہ اور کیا کام ہے جس کے لئے بعثت کی ضرورت تھی۔

ایک روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ سفرِ حج کے موقع پر جہاز میں ایک عالم "دیدارِ خدا" کے بارے میں ممدی علیہ السلام سے سوال کرنا چاہتا تھا۔ آپ نے بغیر سوال کے از خود اس کی تشفی فرمائی۔ حدیث شریف "مُوتُوا قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا" مرنے سے پہلے مر جاؤ کی تشریح کر کے تفہیم فرمائی۔ نیز ارشاد فرمایا "ہم کو 'دیدارِ یار کے ہی کے لئے مبعوث کیا گیا ہے۔ ورنہ اور کیا کام ہے جس کے لئے بعثت کی ضرورت ہو'۔ !!!

مشہور و مسلمہ "اردو لقات" 'فرہنگِ آصفیہ' مولفہ جناب سید احمد دہلوی صاحب "میں لفظ 'بصارت' کے لغوی معنی "نظر"، "بینائی"، "جوت"، "آنکھ کی روشنی"، "چشم" اور پھر لفظ 'بصیر' کے معنی "بینا"، "دیکھنے والا"، "خدا کا صفاتی نام" وغیرہ آئے ہیں۔ اور لفظ "بصیرت" کے معنی "بینائی"، "جوت"، وغیرہ ہیں۔ اور پھر لفظ "لقا" کے معنی "دید"، "دیدار"، "درشن"، "ملاقات"، "نظارہ" وغیرہ آئے ہیں۔ تو ان الفاظ کے معنوں کے اعتبار سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس آیت کریمہ "قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُوا إِلَى اللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي" کا ترجمہ جن غیر ممدوی مفسرین نے جو دنیا میں دیدارِ الہی کے قائل نہیں ہیں "لوگوں کو توجید کی طرف بلاتا ہوں" کیا ہے وہ صحیح نہیں ہو سکتا۔

یہ بات ہمارے ممدویہ اعتقادات میں مسلم ہے کہ رسول مقبول ﷺ اور امامنا ممدی علیہ السلام، ان دونوں مقدس ہستیوں کو ہی "اللہ تعالیٰ کا دیدارِ ذاتی" حاصل ہے۔ چنانچہ امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا :-

1- "بینائیِ خدا" میں بندہ رسول علیہ السلام کے قدم بہ قدم ہے۔ جس طرح حضرت رسول اللہ ﷺ کو چشمِ دل سے، چشمِ سر سے اور چشمِ دل اور چشمِ سر کے سوا بھی بال بال سے خدا کو دیکھا اسی طرح بندہ نے بھی حضرت رسول اللہ ﷺ کی "متابعتِ تام" کے صدقے میں چشمِ دل اور چشمِ سر کے سوا بھی بال بال سے خدا کو دیکھا ہے۔ (شرح عقیدہ شریفہ)

2- "نقلیاتِ بندگی میاں عبدالرشید" میں آیا ہے کہ :- حضرت امام مہدی علیہ السلام نے فرمایا بندہ حضرت رسول اللہ کے قدم بہ قدم چلتا آ رہا ہے اور بینائیِ چشم اور بینائیِ دل میں آنحضرت ﷺ کی پوری پوری متابعت رکھتا ہے۔ چشمِ سر، چشمِ دل کی اطلاقیت اس درجہ پر پہنچ چکی ہے کہ ایک ایک رنگٹا آئینہ اور چشمِ بن چکا ہے۔

3- "انصاف نامہ" میں آیا ہے کہ :- مہدی علیہ السلام نے فرمایا :- بندہ رسول اللہ ﷺ کے قدم بہ قدم ہے۔ خدائے تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے کہ "اے سید محمد! کیا تو نے خدا کو دل کی آنکھ سے دیکھا فرمایا ہاں ہم نے دیکھا۔ پھر فرمان ہوا اے سید محمد! کیا تو نے خدا کو سر کی آنکھ سے دیکھا فرمایا ہاں ہم نے دیکھا اور نیز یہ بھی فرمایا یہ لو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے گواہ ہیں۔

اماننا سیدنا میراں سید محمد مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان "ارشاداتِ عالیہ" کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ "أَنَا وَمَنْ اتَّبَعَنِي" یعنی میں اور وہ (مہدی) بھی بلائے گا جو میرا تابع (تام) ہے۔" سے مراد دعوتِ سبیلِ بصیرت میں حضرت مہدی علیہ السلام، حضرت رسول مقبول ﷺ کی پوری پوری متابعت فرماتے ہیں اور مہدی علیہ السلام کو دیدارِ ذاتِ باری تعالیٰ میں وہی مقام حاصل ہے جو کہ رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہے۔ اس سے دونوں خاتینِ علیم السلام کا "مقام" "مرتبہ" اور "تسویت" بھی ثابت ہو جاتی ہے۔

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی نے فتوحات میں تحریر فرمایا ہے کہ :-

ترجمہ :- حضرت رسول اللہ ﷺ نے ائمہ دین میں سے کسی امام کی نسبت جو آنحضرت ﷺ کے بعد ہونے والا ہے یہ تصریح نہیں فرمائی کہ وہ آپ کا "وارث" ہوگا۔ اور قدم بہ قدم آپ کی پیروی کرے گا مگر خاص مہدی علیہ السلام کے لئے یہ صراحت فرمائی ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے آپ (مہدی) کے لئے اپنے احکام میں معصوم ہونے کی شہادت دی ہے جیسا کہ دلیل عقلی نے رسول اللہ ﷺ کے اپنے احکام میں معصوم ہونے کی گواہی دی ہے۔ ایک اور مقام پر فتوحات میں ہی شیخ محی الدین ابن عربی نے تحریر فرمایا ہے کہ مہدی علیہ السلام کو "وجعله ملحقاً بالانبياء" یعنی (رسول اللہ ﷺ نے) ان کو (مہدی کو) "ملحق بالانبياء" فرمایا ہے۔

ایک معجزہ :- معجزہ یہ کہ وہ شمسِ ولایت، وہ مظہرِ ہدایت اور وہ خلاصہ مبداءِ غایت، جس کسی کو چاہتے حکمِ خدا نے تعالیٰ سے ہدایت بخش سکتے تھے۔ چنانچہ نقل ہے کہ ایک روز حضرت شاہِ امم علیہ السلام کے آگے ایک شخص سوال کیا کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ کو حق تعالیٰ نے ہدایتِ خلق کے لئے بھیجا اور حکم فرمایا کہ "بلا اپنے رب کے راستہ کی طرف پھر اس کے ساتھ حق تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے کہ تیرے ذمہ ان کا راہِ راست پر آنا نہیں ہے لیکن اللہ ہی راہِ راست دکھلاتا ہے جسے چاہتا ہے"۔ یہ معاملہ کیسا ہے؟ حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا ایک گھڑی بھر ٹھہر جاؤ۔ تمہارے سوال کا جواب ظاہر کرتا ہوں۔ وہیں ایک گھڑی بعد راستے میں ایک "زاردار" (مشرک) کافروں کی روش و رسم کے ساتھ آنحضرت مہدی علیہ السلام کے سامنے آیا۔ آپ نے اس کو اپنے نزدیک بلایا اور یکایک اس شخص کو حکم دیا کہ اپنا ٹیکہ توڑ دے۔ کفر کا نشان پیشانی سے دور کر دے اور کلمہ طیبہ پڑھ اور بندے کی تصدیق کر میں ہی مہدی موعود ہوں اور منبر پر چڑھ کر کلام اللہ سنا۔ وہ شخص مہدی موعود علیہ السلام کے یہ تمام احکام بلا کسی توقف کے بجالایا۔ مصدق ہوا۔ اور حافظ کلام اللہ ہو گیا۔ اس کے بعد امامنا علیہ السلام نے سائل مذکور کی طرف پلٹ کر فرمایا کہ تو نے دیکھا اگر رسول اللہ ﷺ اور رسول اللہ ﷺ کا تابع تام (مہدی) چاہیں تو تمام اہل مشرق و مغرب کو

راہِ راست پر لاسکتے ہیں اور مسلمان کر سکتے ہیں اور تمام عالم کے لوگ مسلمان ہو جاتے لیکن ان کا کام فرمانِ خدا پہنچانا ہے اور راہِ راست دکھلانا "خداوند رب العزت" کا کام ہے۔ (شواہد الولایت)

"نقل مبارک :- نقلست کہ حضرت میراں علیہ السلام بہ فرمانِ حضرت رحمان فرمودند کہ خدائے تعالیٰ بندہ را مہدی موعود کردہ فرستادہ است۔ برای این راہ کہ بنی علیہ السلام را امر کردہ است قوله تعالیٰ **"قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُوا إِلَى اللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي"** انہ قال فالمراد من اتبعنی هوالمہدی۔

ترجمہ :- نقل ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے بفرمانِ حضرت رحمان (اللہ تعالیٰ) فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے بندے کو مہدی موعود بنا کر بھیجا ہے۔ اسی راستہ پر چلانے کے لئے جس کا نبی ﷺ کو حکم دیا۔ چنانچہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے (ترجمہ آیت) کھد تیحیئے (اے محمد) یہ میرا راستہ ہے میں اللہ کی طرف بصیرت پر بلاتا ہوں اور وہ (مہدی) بھی بلانے گا جو میرا تابع (تام) ہوگا۔ بہ تحقیق حضرت مہدی کا یہ فرمان ہے کہ مراد **"مَنِ اتَّبَعَنِي"** (جو میرا تابع ہوگا) سے مہدی ہے۔

"سبیل بصیرت الہی" پر بلانے والے بذاتِ خود **"دیدار ذاتِ باری تعالیٰ"** کا اعلیٰ ترین مقام رکھتے ہیں جو **"بار امانت"** سے موسوم کی جاتی ہے۔ چنانچہ نقل مبارک ہے کہ :-

حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ **"ذاتِ حق کا دیدار"** (بینائی ذاتِ حق تعالیٰ) بار امانت ہے اور **"بار امانتِ تمام"** یہی دو تن اٹھائے ہیں۔ ایک خاتم الانبیاء ﷺ اور دوسرے خاتم الاولیاء علیہ السلام۔ بعد ازاں اس نظیر خاتم الانبیاء حضرت مہدی موعود خاتم الاولیاء علیہا الصلوٰۃ والسلام نے تمام خلایق خاص و عام کو یہ حکم سنایا کہ ہر

ایک مرد اور عورت پر دیدارِ خدا کی طلب فرض ہے۔ جب تک کہ چشمِ سر یا چشمِ دل سے یا خواب میں خدا کو نہ دیکھے مومن نہ ہوگا۔ مگر طالبِ صادق۔۔۔۔

اور ایک جگہ آنحضرت امامنا ممدی علیہ السلام نے فرمایا "بارِ امانت" "ذاتِ حق تعالیٰ کا عشق" تھا۔ ہر ایک نے بقدر اپنے حوصلہ کے اس بار کو اٹھایا اور "دیدارِ خدا" کا شرف پایا۔ لیکن اس بار کو جیسا کہ چاہیے یہی دو تن اٹھائے میں ایک خاتم النبیین ﷺ اور دوم خاتم الولی (شواہد الولاية)

اسی لئے امامنا علیہ السلام نے فرمایا کہ:- "قرآن عشق نامہ است" یعنی قرآن عشق نامہ ہے۔

حضرت ممدی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ "طالبِ خدا" پر کونسی چیز فرض ہے کہ اس سے خدا کو پہنچ سکے؟ پھر خود ہی نے ارشاد فرمایا کہ "وہ عشق ہے" پھر آپ نے سوال کیا کہ عشق کیونکر حاصل ہوتا ہے۔ جواباً خود ہی نے فرمایا کہ دل کی توجہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف قائم رکھے۔

حدیث شریف :- اَطْلَبُ الرِّزْقَ وَلَا تَطْلَبُ الرِّزْقَ - لَا الرِّزْقَ طَالِبِكُمْ - وَالرِّزْقُ مَطْلُوبِكُمْ.

یعنی "خدا لئے رزاق" کو ڈھونڈو۔ "رزق" کو مت ڈھونڈو۔ کیونکہ "رزق" تو تجھے ڈھونڈ رہا ہے اور تجھے "خدا لئے رزاق" کو ڈھونڈنا چاہیے۔ (انصاف نامہ)

امامنا ممدی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ:- "بندے کو جس مخصوص کام کے لئے خدا نے بھیجا ہے اسی کے متعلق پوچھو۔ یعنی "خدائمانی" کے متعلق۔ پھر فرماتے ہیں کہ اگر کسی شرعی مسئلہ کی ضرورت ہو تو کتابوں میں دیکھ کر مجتہدین کے "مسئلہ عزمیت" پر عمل کرو۔ (انتخاب الموالید)

و نیز فرموده است " حق تعالیٰ کہ مارا فرستاده است مخصوص برائے این است کہ آن احکام و بیان کہ تعلق با ولایتِ محمدیٰ دارد بواسطہٴ مہدیٰ ظاہر شود۔

ترجمہ :- فرماتے ہیں کہ " اللہ تعالیٰ نے بندے کو محض اسی غرض سے بھیجا ہے کہ جو احکام و بیان کہ ولایتِ محمدیٰ سے تعلق رکھتے ہیں مہدیٰ کے واسطہ سے ظاہر ہوں۔

جیسا کہ اوپر عرض کیا جا چکا ہے کہ دینِ خدا کی تین منازل ہیں " تنویر الہدایہ " کے اس اقتباس سے اس امر کی مزید وضاحت ہو جاتی ہے کہ :-

" دینِ خدا تین اصول پر مبنی ہے۔ (1) ایمان یعنی اعتقادات (2) اسلام یعنی احکامِ شریعت (3) احسان یعنی رویت اللہ۔ جن میں " اسلامِ نبوتِ محمدیٰ " سے تعلق رکھتا ہے اور " احسانِ ولایتِ محمدیٰ " سے۔ نبوت کے متعلق احکام تو حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے کھول کھول کر بیان کر دیے۔ اب رہے احسان کے متعلق احکام وہ بھی آپ نے خاص خاص صحابہ رضی اللہ عنہم میں جن کو " اصحابِ صفہ " کہتے ہیں بیان کئے لیکن عام طور سے اظہار کرنے پر آپ مامور نہیں تھے۔ یہ عمدہ حضرت خاتمِ ولایتِ محمدیٰ کا تھا جو آپ کی باطنی شان کا " ظہورِ اتم " ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ " عَسَىٰ اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا " (بنی اسرائیل) 79۔ یعنی (اے محمد) تمہارا پروردگار تم کو عنقریب مقامِ محمود میں مبعوث کرے گا۔ استغفر اللہ۔ اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ آپ ذاتِ مہدیٰ میں حلول کریں گے یا " مسلہٴ آواگون " کی رو سے آپ مہدیٰ کی صورت میں " اوتار " لیں گے۔ اسلام میں " مسلہٴ تناخ " محض غلط ہے بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ آپ کے جیسے اخلاق اور آپ کے سے کمالات کا ایک شخص پیدا ہوگا جو " احسان " یعنی " ولایتِ محمدیٰ " کے متعلق احکام کھول کھول کر بیان کرے گا۔

(تنویر الہدایہ)

پھر فرماتے ہیں :-

" فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا "

(سورة الكهف) 110 ترجمہ :- پس جس شخص کو اپنے پروردگار کے "دیدار" کی آرزو ہو تو عمل صالح کرے اور

اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔" یہاں اللہ کا وعدہ مطلق ہے بندہ بھی مطلق کہتا ہے پس

"وقوع دیدار" کو زمان اور مکان کے ساتھ مقید کرنا غلط ہے۔ (شواہد الولايت)

نقل ہے کہ امامنا مہدی علیہ السلام نے "ترک وجود کو عمل صالح" فرمایا۔ (انصاف نامہ)

ایک ملا نے سیدنا علیہ السلام سے اثناء بحث میں کہا۔ دیدار تو مرنے کے بعد ہوگا آپ نے فرمایا بندہ نے کب

کہا کہ جیتے جی ہوگا۔ بندہ بھی یہی کہتا ہے کہ مرنے کے بعد ہوگا۔ تم نے حدیث "مُوتُوا قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا"

پڑھی ہے؟ ملا نے کہا ہاں! تو بس جو شخص مرنے سے پہلے مرجاتا ہے اسی کو "دیدار" حاصل ہوتا ہے۔

سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی علیہ السلام کو جس رستے پر چلنے کے لئے فرمایا ہے

اُسی رستے (پر چلنے چلانے) کے لئے بندہ کو "مہدی" کر کے بھیجا۔ "قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ قَف

عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي ط (سورة يوسف) 108 کہد بیجئے (اے محمد) یہ میری راہ ہے میں اللہ

کی طرف بینائی (بصیرت) پر لوگوں کو بلاتا ہوں میں (بھی) اور جس نے میری پیروی کی (وہ بھی)۔

پھر فرمایا "بینائی خدا" میں بندہ، رسول علیہ السلام کے قدم بہ قدم ہے۔ جس طرح حضرت رسول نے خدا کو چشم دل

و چشم سر سے اور چشم دل و چشم سر کے سوا بال بال سے دیکھا اسی طرح بندہ نے بھی حضرت نبی علیہ السلام کی

"متابعت تام" کے صدقہ سے چشم دل سے چشم سر اور چشم دل و چشم سر کے سوا بھی بال بال سے خدا کو دیکھا

ہے۔ (انصاف نامہ) اسی طرح فرح مبارک میں آپ نے علماء کے مجمع میں اپنی "بینائی خدا" کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا "دیکھو حضرت رسول اللہ ﷺ حاضر میں پوچھ لو"۔ (مولود مہدی)

غرض بھوانے آیت کریمہ " اَدْعُوا إِلَى اللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ " خود (مہدی) نے دیکھا۔ دوسروں کو بتایا اور گروہ مقدسہ " پر فرض کر دیا۔

منکران دیدار خدا کے حق میں قرآن کی وعیدات

اب جو لوگ دیدار کے قائل نہیں ہیں یا " طلب دیدار " (سبیل بصیرت) سے عملاً بے پروا ہیں ان کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ :-

قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِلِقَاءِ اللَّهِ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَتْهُمْ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوا يَحْسِرْتْنَا عَلَىٰ مَا فَرَّطْنَا فِيهَا (سورة انعام) 31

ترجمہ :- جب لوگوں نے " دیدار الہی " (بصیرت الہی) کو " جھٹلایا " بے شک وہ لوگ (بڑے) گھاٹے میں رہے۔ جب ایک دم قیامت ان (کے سر) پر آ موجود ہوگی تو چلا اٹھیں گے کہ اے افسوس ہماری کوتاہی پر جو اس بارے میں ہم سے ہوئی۔

" وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَلِقَائِهِ أُولَٰئِكَ يَبْسُوْنَ مِنْ رَحْمَتِي وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ " (سورة روم) 8

ترجمہ :- اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں اور اس کے " دیدار " سے انکار کیا وہ میری رحمت سے ناامید ہو گئے ہیں۔ اور ان کو درد دینے والا عذاب ہوگا۔

اللہ تعالیٰ منکرین رویت کی نسبت پھر فرماتا ہے کہ :-

" سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْأَفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ ۗ أَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝ أَلَا إِنَّهُمْ فِي مَرِيَّةٍ مِّنْ لِّقَاءِ رَبِّهِمْ ۗ أَلَا إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ ۝ ع ۝ "

(سورة حم السجده) 54

ترجمہ :- عنقریب ہم ان لوگوں کو اپنی نشانیاں بتلائیں گے دنیا میں اور خود ان کی اپنی ذات میں بھی۔ یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے گا کہ یہ (امر) حق ہے۔ (اے پیغمبر) کیا یہ بات کافی نہیں ہے کہ تمہارا پروردگار ہر چیز کا شاہد (ہر چیز کی خبر رکھنے والا) ہے۔ سنو جی! یہ لوگ تو اپنے پروردگار کے "دیدار" ہی سے شک میں (پڑے) ہوئے ہیں۔ سنو جی! خدا ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے۔

"سیدنا ممدی علیہ السلام کا دائرہ جبکہ بڑی (پٹن شریف سے تین کوس) میں تھا علمائے پٹن و احمد آباد نے چند سوال لکھ کر حضرت امام علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیئے جن میں ایک سوال دیدار کے متعلق تھا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - "وَمَنْ كَانَ فِي هَذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَ أَضَلُّ سَبِيلًا" (سورة بنی اسرائیل) 72

ترجمہ :- اور جو شخص اس دنیا میں "اندھا" ہے وہ آخرت میں بھی "اندھا" ہے اور راہ (رویت اللہ) سے بہت بھٹکا ہوا ہے۔

اور نیز نقل ہے کہ حضرت ممدی علیہ السلام سے ایک ملا نے حق کی بینائی کے متعلق بحث کی اور کہا کہ دنیا میں اللہ کی رویت نہیں اس کے بعد حضرت ممدی علیہ السلام نے فرمایا کہ کسی نے جائز بھی رکھا ہے؟ اس کے بعد ملا نے کہا ہاں!۔ اس کے بعد ممدی علیہ السلام نے فرمایا کہ "ہم نے بصیروں کا مذہب اختیار کیا ہے تم اندھوں کا مذہب اختیار کرو۔ (انصاف نامہ)

اور ایک جگہ مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ " **ما مذهب بصیراں آوردیم** " یعنی ہم نے بصیروں کا مذہب لایا ہے۔

اور نیز نقل ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے اصحابِ رسول اللہ ﷺ کی بزرگی ایسی بیان کی کہ یہ دین کے سردار اور رسول اللہ ﷺ کے مصاحبین تھے اور کوئی شخص ان کے برابر نہ ہوگا اگرچہ وہ اکمل ہو و لیکن خدا کی بینائی کے مرتبے میں ایسے نہ تھے جیسے کہ خاتم الاولیاء تھے اس لئے کہ "**بارِ امانت**" کامل طور پر دو تن ادا کیئے ایک خاتم النبی ﷺ دوسرے خاتم الاولیاء علیہ السلام۔ پس جو شخص کہ محمد ﷺ اور مہدی علیہ السلام سے ہے رات دن اس صفت سے خدا کو دیکھے یا "**طالبِ صادق**" رہے اور اگر خدا کو نہیں دیکھا ہے اور "**طالب**" بھی نہیں ہے تو وہ "**آن مہدی علیہ السلام**" سے نہ ہوگا مدعی اور بڑا "**کاذب**" ہوگا۔ پس اس سے کہہ دے کہ خاک سر پر ڈالے اور یہ آیت رات دن پڑھا کرے! "جو کوئی اس دنیا میں اندھا رہا وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا اور راہ سے دور بھٹکا ہوا ہے۔ (انصاف نامہ)

" **طلبِ دیدارِ خدا** " کی سرخی کے تحت "**شرح عقیدہ شریفہ**" کے مولف حضرت سید قطب الدین صاحب نوند میری تحریر فرماتے ہیں کہ "**دیدارِ خدا**" مقصود میں اول اور نتیجہ میں آخر ہے اس لئے بعض نے فراضِ ولایت میں "**طلبِ دیدارِ خدا**" کو پہلے شمار کیا اور بعض نے سب سے آخر لکھا ہے۔ انسان جو کام کرتا ہے کسی غرض اور مقصد سے کرتا ہے پس بلحاظِ نیت مقدم ہے اور بنظرِ ثمرہ نیت و عمل سے آخر ہے۔ "۔

"جو شخص ترکِ دنیا۔ ترکِ علائق۔ صحبتِ مرشد۔ عزلتِ خلقت۔ ذکرِ کثیر یعنی حدودِ دائرہ کی پابندی کرتا ہو خدا کے دیدار کی طلب رکھے وہی اپنی طلب میں سچا اور اسی کو سیدنا مہدی علیہ السلام نے "**طالبِ صادق**" یعنی مومنِ حکمی فرما کر زمرہ مومنین میں شمار کیا۔"

سیدنا ممدی علیہ السلام نے اوپر کے اولیاء اللہ کی نسبت فرمایا: - "ہمارے بھائیوں نے جو ہم سے پہلے گزرے بڑی بڑی محنتوں سے خدا کو حاصل کیا اور دھینگ مستی کر کے اس جہان سے ایمان لے گئے اگر بندہ کے زمانہ میں ہوتے تو بندہ کی قدر کرتے۔ پھر اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہو کر فرمایا "تم نے بندہ کو مفت پایا"۔ پھر فرمایا کہ ہمارے بھائی سیدھا اور نزدیک کا راستہ چھوڑ کر ٹیڑھے اور دور کے رستے سے چکر کھاتے ہوئے چلے۔ لیکن چونکہ وہ اپنی طلب میں سچے تھے اور مقصود خدا تھا اس لئے اپنے مقصد کو پہنچ گئے۔ صحابہ نے عرض کیا میرا نجی! چکر اور دور کا راستہ کونسا اور سیدھا اور نزدیک کا راستہ کونسا؟ آپ نے فرمایا: - "اپنے اختیار سے بے اختیار ہو جانا یہی **زودیک کا راستہ ہے**"۔ پس انہوں نے بے اختیار ہو کر "**شرع محمدی**" کے موافق عمل کیوں نہ کیا کہ یہی راستہ آسان اور نزدیک تر تھا۔ انہوں نے کس لئے تمام عمر کے روزے رکھے اور حلال چیزوں کو چھوڑ دیا اور چلے کیئے اور کنوئیں میں اٹے سر لٹکے اور اس قسم کے عمل جو خدا نے نہیں فرمائے اختیار کر کے گردش میں پڑے۔

برعکس اس کے حضرت ممدی مراد اللہ، خلیفۃ اللہ و داعی الی رویت اللہ (**داعی الی البصیرت**) امام الاولیاء، ہمسر رسول اللہ فرماتے ہیں "ہم کو اختیار دیا گیا ہے کہ اپنے اختیار سے بے اختیار ہو جائیں۔ پھر فرماتے ہیں "اپنی بے اختیاری سے خدا کو حاصل کرو۔" بے اختیاری کس کو کہتے ہیں؟ "**اتباع شریعت**" کا نام بے اختیاری ہے۔

"**فرائض ولایت**" کی پابندی کا نام بے اختیاری ہے۔ حدود دائرہ پر قائم رہنے کا نام بے اختیاری ہے۔ جس طرح عکس (سایہ) شخص کے تابع ہے ہم چلے تو سایہ بھی چلا ہم نے ہاتھ اٹھایا تو سایہ نے بھی ہاتھ اٹھایا۔ یوں سایہ کی طرح فرمان خدا اور رسول و ممدی کے تابع ہو جانا بے اختیاری ہے۔ "**شیوۃ اطاعت و بندگی**" اختیار کرنا بے اختیاری ہے۔ عزت اور لذت کو چھوڑنا اور دم و قدم کی ننگبانی رکھنا بے اختیاری ہے۔ "**مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا**" یعنی خواہشات نفسانی کو ترک کر کے خودی، خود بینی سے نکل کر مردہ بن جانا بے اختیاری ہے۔ سیدنا ممدی علیہ السلام

فرماتے ہیں کہ "خدا اور بندہ کے بیچ میں بندہ کی ذات ہی حجاب ہے"۔ پس خود بیچ میں سے نکل جانا اور خدا ہی خدا رہ جانا بے اختیاری ہے۔ سیدنا مہدی علیہ السلام کے ہاں "معراجِ ایمان" دیدارِ خدا ہے۔ پس آپ نے جو فرمایا کہ "بے اختیار شو، بختیار باش" یا "بے اختیار، بختیار است" اس کے یہی معنی ہیں کہ بے اختیار اہل جنت نہیں بلکہ اہل رویت ہے۔ (اقتباس شرح عقیدہ شریفہ)

پس اوپر کے اقتباس سے یہی نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ "بے اختیاری" اختیار کرنا شریعتِ محمدی کی کامل پاسداری کرنا ہے اور حقیقت میں یہی "سبیلِ بصیرت" ہے کیونکہ ایک سچے مہدوی کی "معراجِ ایمان" "سبیلِ بصیرت" پر گامزن رہتے ہوئے "دیدارِ جنت" حاصل کرنا ہے۔ اور یہی اس کا "مقصودِ حیات" ہے۔

آیتِ کریمہ "قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي" --- کا آخری حصہ "وَسُبْحَنَ اللّٰهِ وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝" یعنی اللہ پاک ہے میں مشرکین سے نہیں ہوں۔ کے بارے میں یہ روایت اس کی وضاحت کے لئے اپنی مثال آپ ہے۔ چنانچہ "شواہد الولاية" میں یہ روایت اس طرح ہے کہ "حضرت مہدی علیہ السلام حضرت بنگی میاں شاہِ خوند میر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مانڈی مبارک پر سر رکھ کر لیٹے ہوئے تھے اور اس آیت کا بیان اس طرح کیا کہ "مہدی نے اے محمد یہ میرا طریقہ ہے اللہ کے دیدار کی طرف خود میں اور میرا تابع (مہدی) دعوت کرتے ہیں۔" آخر میں "سُبْحَنَ اللّٰهِ وَ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝" (اللہ پاک ہے اور ہم دونوں مشرکین میں سے نہیں ہیں) پڑھ کر سکوت اختیار فرمایا اور کچھ نہ کہا۔ آنکھیں بند کر لیں۔ بنگی میاں شاہِ خوند میر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "مجھے زیادہ فکر ہوئی کہ آخری جملہ کا مطلب نہ کھلا"۔ حضرت سید محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرطِ غم کے باعث جو نہایت مضحک بیٹھے ہوئے تھے آہستہ آہستہ عرض کیا کہ یہ کیسا "شکر" ہے جس سے آنحضرت محمدین علیہا الصلوٰۃ والسلام کو بری فرماتے ہیں اگر یہ عقدہ آج حل نہ ہوا تو آئندہ کس سے حل ہوگا۔ اس کے ساتھ ہی حضرت نے آنکھیں کھول دیں اور فرمایا:-

"سید نوند میر جو خدا کو مقید دیکھے وہ مشرک ہے۔" اور یہ شعر پڑھا۔

بیزارم از کمنہ خدائے کہ تو داری

ہر لحظہ مرا تازہ خدائے دیگر است

یعنی میں تجلیاتِ الہی میں پرانی تجلیات سے بیزار ہوں۔ ہر لحظہ مجھ کو تازہ تجلی حاصل ہے۔

اس کے بعد آنحضرتؐ نے رخ مبارک، قبلہ کی طرف پھیر لیا۔ اسی بورے پر پیر دراز کر کے چت لیٹ گئے اور حاضرین سے فرمایا، اب مجھے تسکین اور اطمینان ہے۔ سب خاموش رہو اور چادر مبارک سر سے پیر تک اوڑھ لی۔

آیت کریمہ "قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي۔۔ الخ" ، کی تشریح احادیث شریفہ اور نقلیات و روایات کی روشنی میں "تفسر بلحدیث" کے اصول پر کرنے کی حتی الامکان کوشش کی گئی ہے۔ واللہ اعلم!

اب اسی آیت کریمہ کو جب ہم 'تفسیر بالقرآن' کے اصول پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے "سورۃ فاتحہ" کو "ام القرآن" فرمایا ہے۔ اور "قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي اَدْعُوَالِي اللّٰهِ قَدْ عَلِيْ بَصِيْرَةً اَنَا وَمَنْ اَتَّبَعَنِي ط" کے منشاء و مراد کو جب ہم "سورۃ فاتحہ" بالفاظِ دیگر "ام القرآن" کی روشنی میں تلاش کرتے ہیں تو ہمیں آیت کریمہ "اِهْدِنَا صِرَاطَ الْمُسْتَقِيْمِ" (یعنی ہمیں صراطِ مستقیم دکھا) ملتی ہے۔ یعنی کہ ہم اللہ رب العزت سے صراطِ مستقیم دکھانے کی آرزو و التجا کر رہے ہیں جو حقیقت میں ایک مددوی جس پر "طلب دیدار خدا" فرض ہے اس کی یہی "سبیل بصیرت" ہے۔ اور "سبیل بصیرت" ہی "صراطِ مستقیم" ہے۔ اگر "سبیل بصیرت" کو ایک بندھی یا گاڑی تصور کر لیا جائے تو "نماز پجگانہ" اور "ذکرِ کثیر" اس کے دو چاک یا سپے ہیں جو مومن کو اس کی

"منزل مقصود" یعنی "معرفت الہی" کی طرف لے جاتے ہیں اور خدا کا فضل بھی شامل حال ہو جائے تو اس کو اپنی منزل نصیب ہو جانا ممکن ہے۔ جس کا منتہا "جنت دیدار الہی" ہے۔ چونکہ بفرمان نبی کریم ﷺ "نماز معراج المؤمنین ہے" اور بحکم نبی علیہ السلام "احسان" یہ ہے کہ اللہ کی عبادت و بندگی یعنی کہ نماز اس طرح سے ادا کرو گویا کہ تم خدا کو دیکھ رہے ہو۔ اگر تم نہیں دیکھ رہے ہو تو یقین رکھو کہ خدا تم کو دیکھ رہا ہے۔ اور پھر بفرمان امام الکائنات امامنا مہدی موعود علیہ السلام "تصدیق بندہ بینائی خدا" یعنی کہ بندہ کی تصدیق "بینائی خدا" ہے۔ یعنی کہ "دیدار خدا" جو صرف اور صرف "سبیل بصیرت" پر "صدق دل" سے گامزن و عمل پیرا رہنے سے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے "فضل و کرم سے" ہی حاصل ہوتا ہے۔ اور پھر امامنا مہدی موعود علیہ السلام نے تمام خاص و عام کو بحکم خدا یہ علم سنایا کہ ہر ایک مرد اور عورت پر "دیدار خدا کی طلب"، "بالفاظ دیگر "سبیل بصیرت" اختیار کرنا) فرض ہے۔ جب تک کہ چشم سر یا چشم دل سے یا خواب میں خدا کو نہ دیکھے مومن نہ ہوگا۔ مگر طالب صادق (جو کہ مومن حکمی ہے)۔ اور پھر بفرمان امام علیہ السلام "طالب خدا" پر کونسی چیز فرض ہے کہ اس سے خدا کو پہنچ سکے؟ پھر خود ہی نے ارشاد فرمایا کہ "وہ عشق" ہے پھر آپ نے سوال کیا کہ عشق کیونکر حاصل ہوتا ہے؟ جواباً خود ہی نے فرمایا کہ دل کی توجہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف قائم رکھنے سے۔ اسی لئے امامنا علیہ السلام نے بحکم خدا ہر مرد و زن پر "ذکر بکثیر" (یعنی ذکر دوام) کو فرض فرمایا۔ چنانچہ حدیث شریف ہے کہ:- نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو بندہ "ذکر دوام" کرتا ہے اللہ اس پر (معرفت کے) دروازے کھول دیتا ہے اور اس کے دل کو اپنے "انوار و اسرار" کی تجلیوں سے منور کر دیتا ہے اور اللہ کے اور اس کے درمیانی پردے اٹھ جاتے ہیں حتیٰ کہ خدا کو دنیا میں عیاں دیکھتا ہے۔ (انصاف نامہ متن شریف)۔

جامع ترمذی شریف کی حدیث شریف ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول

اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:- بیٹے! اگر تم اس حالت میں صبح و شام کر سکو کہ تمہارے دل میں کسی کے لئے کوئی "برائی" نہ ہو تو تم ایسا کرو۔ پھر فرمایا بیٹے! یہ میری سنت ہے اور "جس نے میری سنت کو" زندہ "کیا (یعنی اس پر عمل کیا) تو گویا کہ اس نے مجھے "زندہ" کیا۔ اور جس نے مجھے "زندہ" کیا وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

حق تعالیٰ کا "ذکر دوام" حضور نبی کریم ﷺ کی پسندیدہ سنت تھی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حق تعالیٰ کا ذکر ہر لمحہ اور تمام اوقات میں کرتے تھے اور "یاد الہی" میں مشغول رہتے تھے اور کوئی چیز آپ کو "ذکر الہی" سے باز نہ رکھتی تھی۔

بفرمان نبی کریم ﷺ "أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" یعنی "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" افضل ذکر ہے اور امامنا مہدی علیہ السلام نے علماء کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ "تورات و زبور و انجیل و قرآن کی مراد اس ایک چھوٹے سے کلمہ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" میں ہے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ مومن کی ابتداء بھی "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" ہے اور انتہا بھی "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" ہے۔

نفسی ہستی کا دیا درس "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" سے درمیاں اپنی ہی ہستی کا ہے پردہ مہدی (شاہین)

"ام القرآن" "سورۃ فاتحہ" کی آیت کریمہ "صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ لَا غَيْرَ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ٥" یعنی ان لوگوں کی راہ (سبیل) جن پر تو انعام کرتا رہا ہے نہ کہ ان کا راستہ جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ ان کا راستہ جو گمراہ ہیں۔

ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے انعام کا منتہا "جنت دیدار" ہے اور وہ "سبیل بصیرت" پر خلوص دل سے گامزن رہنے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ چنانچہ ہمارے بزرگان دین و سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم پر

اللہ تعالیٰ کا ایسا ایسا فضل اور ایسے ایسے انعامات ہوئے ہیں کہ وہ "دیدارِ خدا" کئے بغیر نماز کی رکعت نہیں باندھتے تھے۔! یعنی انہیں اپنے "معبودِ حقیقی" کی معرفت حاصل تھی اور یہی انسان کی پیدائش کا مقصودِ حقیقی بھی ہے۔

آج ہم غائبینِ علیہم السلام کی تعلیمات کے صدقے اور اپنے بزرگانِ دین کی پیروی میں ہر نماز کی ہر رکعت میں "صراطِ مستقیم" یعنی کہ "سبیلِ بصیرت" کی آرزو اور التجا کرتے ہوئے اپنی نمازیں ادا کرنے کی سعی پیہم کرتے ہیں۔ اور یہی ایک سچے مصدقِ مہدوی کا اعتقاد ہے اور یہی "مقصودِ حیات" بھی ہے۔ "سبیلِ بصیرت" کی آسان راہ "نمازِ پنجگانہ" کی پابندی اور کم از کم "سلطانِ اللیل" و "سلطانِ النہار"، "ذکر اللہ" کے اوقات کی پابندی کرنے میں مضمر ہے۔ جس سے ذکرِ دوام کے برابر کا ثواب ملتا ہے۔ چنانچہ یہ آیتِ کریمہ اس کی شاہد ہے کہ :-

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ۝ وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝ هُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا ۝ (سورة الحزاب) 41،42،43

ترجمہ :- اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرو۔ اور صبح اور شام اُس کی پاکی بیان کرتے رہو وہی ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے رشتے بھی تاکہ تم کو اندھیروں سے نکال کر "نور" کی طرف لائیں اور خدا مومنوں پر مہربان ہے۔

اور یہ فرمانِ امامنا مہدی علیہ السلام سے فرض ہے۔ "شرح عقیدہ شریفہ" میں کاسبوں کے لئے "اوقاتِ ذکر اللہ" درج ذیل ہیں۔

(1) - اول فجر سے طلوعِ آفتاب تک (سلطانِ النہار)

(2) - عصر سے عشاء تک (سلطانِ اللیل)

(3) - کھاتے پیتے وقت۔

(4) - سوتے وقت۔

(5) - اپنی بی بی سے صحبت کرتے وقت۔

"دست بکار دل بہ یار" کے مقولہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہمیشہ ذکرِ خفی یعنی کہ دل کی توجہ اللہ کی طرف رکھنے کی کوشش کریں تو کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہو جائے اور مقصودِ زیست نصیب ہو۔

کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب

آؤ نا ہم بھی سیر کریں کوہِ طور کی (غالب)

ممكن ہے ترا "دیدة باطن" کھل جائے

ممكن ہے کہ ہو جائے "خدا کا دیدار" (کاوش حیدرآبادی)

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ ہم سب مہدویوں کو احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ اور امامنا سیدنا میراں سید محمد مہدی موعود (جونپوری) علیہ الصلوٰۃ و السلام کی تعلیمات کو سمجھ کر ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما اور "صراطِ مستقیم" یعنی کہ "سبیلِ بصیرت" پر خلوصِ دل سے عمل پیرا رہنے کی توفیق عطا فرماتا کہ

ہمیں اپنا "مقصودِ زیست" حاصل ہو جائے۔

آمِينَ ثُمَّ آمِينَ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ ! وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

تقریر سر اپا تقصیر سید سعید الحق شاہین تشریف الہی

گرین ویل، یو۔ یس۔ اے